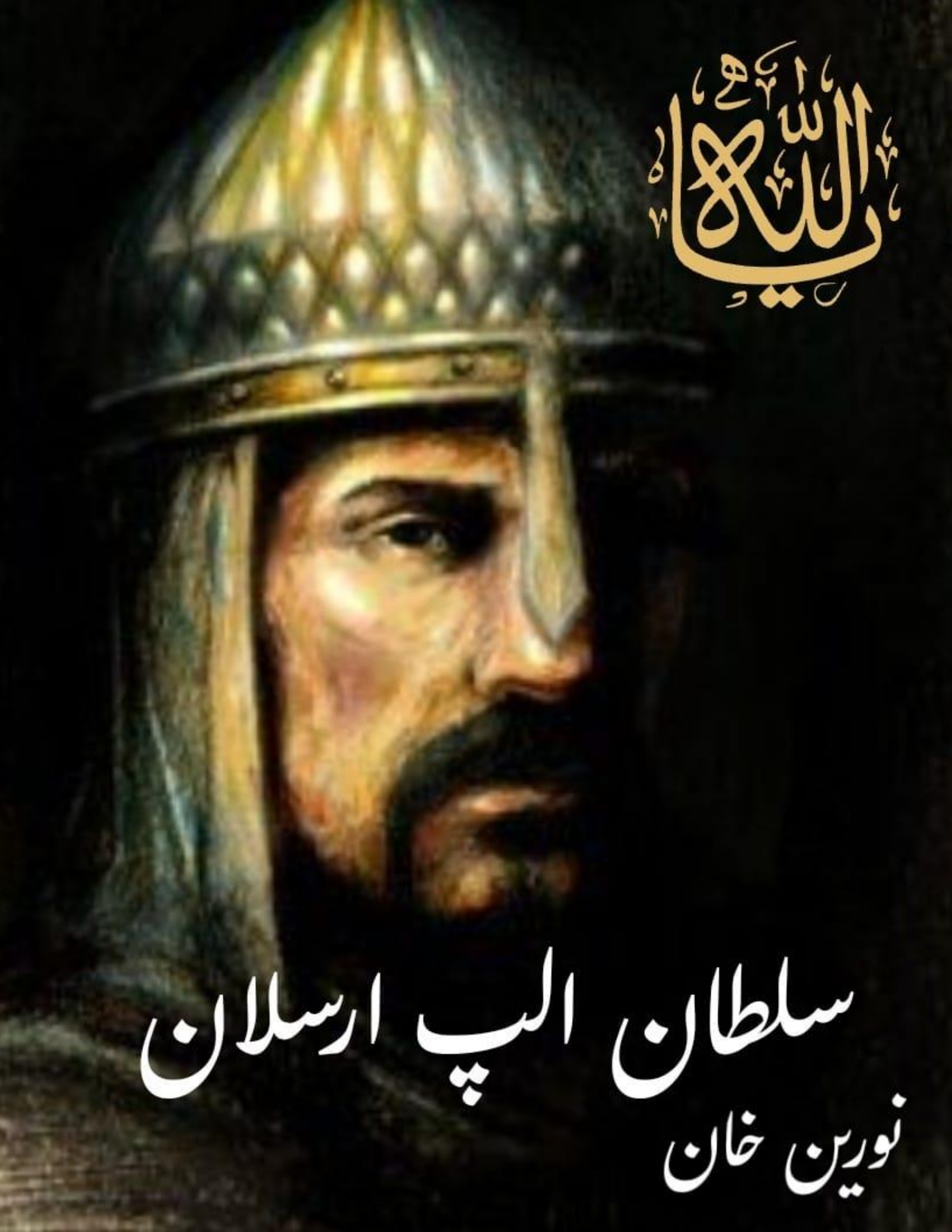

یا اللہ
سلطان الپ ارسلان
نورین خان

آل سلجوق ترک

سلطان الپ ارسلان

تحریر

نورین خان



آل سلجوق ترک۔سلطان الپ ارسلان

(1029-1072)

سب سے پہلے ہم سلجوقیوں کے مختصر حالات ذیل میں درج کرتے ہیں،ترکوں کی قوم کا ایک شخص جس کا نام وقاق اورلقب تیمور تالنیغ تھا، ترکستان یعنی دشت قبچاق کے بادشاہ پیغو کے متوسلین میں تھا،اُس کے بیٹے کا نام سلجوق تھا،جو اپنے آپ کو افراسیاب کی چونتیسویں پشت میں بتاتا تھا۔وہ بھی اپنے باپ کے بعد پیغو کے دربار میں رسوخ رکھتا تھا،ایک روز کسی بات پر سلجوق پیغو سے خفا ہوکر معہ اپنے بیٹوں کے سمر قند وبخارا کی طرف چلا آیا اورمقام جند کے قریب اس مختصر قافلہ نے قیام کیا،یہ وہ زمانہ تھا کہ بخارا کے تخت پر نوح ثانی سامانی متمکن تھا،جند کے مسلمان عامل کی ترغیب سے سلجوق نے دین اسلام قبول کیا، یہ علاقہ اُس زمانے میں پیغو بادشاہ ترکستان کا باج گذار تھا،چند روز کے بعد پیغو کے عمال زر خراج وصول کرنے آئے، تو سلجوق نے وہاں کے حاکم سے کہا کہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کفار آکر مسلمانوں سے خراج وصول کریں،سلجوق کی اس ہمت کو دیکھ کر وہاں کے باشندے بھی آمادہ

ہوگئے اور سلجوق کے ساتھ مل کر پیغو کے عمال پر حملہ آور ہوئے،اس حملہ میں سلجوق کو فتح حاصل ہوئی،اوراُس کی بہادری کی دور دور تک شہرت پھیل گئی اوراُس کے قبیلہ کے لوگ آ آ کر اُس کے ساتھ شامل ہوئے جب ایلک خان نے نوح ثانی پر حملہ کیا تو سلجوق نے نوح ثانی کی طرف سے ایلک خان کے مقابلے میں بڑی بہادری دکھائی ،اسی لڑائی میں سلجوق کا بیٹا میکائیل مارا گیا،میکائیل کے دو بیٹے طغرل بیگ اورچاغری بیگ اپنے دادا سلجوق کے زیر تربیت پرورش پانے لگے،سلجوق کے چار بیٹے اورتھے جن کا نام اسرائیل یونس ینال موسی تھے،ترک اور مغل قبائل میں کسی شخص کا غیر معمولی بہادری دکھانا اُس کے سردار قوم بنادینے کے لئےکافی تھا،سلجوق اوراُس کے بیٹوں کو بہت جلد ناموری اور سرداری حاصل ہوگئی تھی اوراُن کے گرد ترکوں کی جمعیت کثیر فراہم ہوچکی تھیایلک خان اورپیغو نے مل کر اس نئے قبیلہ کو قبیلہ سلجوق کے نام سے مشہور ہوچکا تھا برباد کرنا چاہا،اس عرصہ میں سلجوق کا انتقال ہوگیا،اوراس کے پوتے چاغری بیگ نے ایک جمعیت لے کر ملک ارمینیا کی جانب عیسائیوں پر جہاد کرنے کے لئے جانا چاہا، راستے میں محمود غزنوی کا علاقہ یعنی صوبۂ طوس پڑتا تھا،طوس کے عامل

نے ایک مجاہد فی سبیل اللہ کو اپنی عملداری سے گذرنے دیا،سلطان محمود غزنوی بہت ذی ہوش اورمآل اندیش بادشاہ تھا،اُس کو جب یہ معلوم ہوا کہ سلجوقی گروہ اُس کے علاقے میں ہوکر گذرا ہے تو اُس نے عامل طوس سے جواب طلب کیا اوراندیشہ مند ہوا کہ کہیں یہ کے علاقے میں ہوکر گذرا ہے تو اُس نے عامل طوس سے جواب طلب کیااوراندیشہ مند ہوا کہ کہیں یہ لیٹرا گروہ میری مملکت کو اپنی غارت گری کا تختہ مشق نہ بنائے،چاغری بیگ ارمینا کی طرف سے سالماً غانماً واپس آیا اورسلجوقیوں کی تعداد اورطاقت میں اوربھی اضافہ ہوگیا،اب انہوں نے نواح بلخ میں اپنے مویشیوں کو چرانا شروع کیا، اوروہیں طرح اقامت ڈال دی ،محمود غزنوی نے ان حالات سے مطلع ہوکر اپنے عامل کے ذریعہ سلجوقیوں کے سردار کو اپنے دربار میں طلب کیا عمر کے عتبار سے اب سلجوق کا بیٹا،اسرائیل سب سے بڑا اورذی ہوش شخص تھا؛چنانچہ اسی کو دربار محمودی میں روانہ کیا گیا محمود غزنوی نے اسرائیل کو عزت کے ساتھ دربار میں جگہ دی اوربہت سی باتوں کے بعد دریافت کیا کہ اگر مجھ کو فوج کی ضرورت پڑے تو تم کتنے آدمیوں سے امداد کرسکتے ہو،اسرائیل نے اپنا تیر سامنے رکھ دیا اورکہا کہ اس تیر کو آپ

ہمارے جنگلی قبائل میں بھیج دیجئے،ایک لاکھ آدمی حاضر ہوجائیں گے، محمود نے کہا کہ اگر اس سے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہو تو اورکتنے آدمی دے سکتے ہو،اسرائیل نے اپنی کمان سامنے رکھ دی اورعرض کیا کہ اس کمان کو اگرآپ ہمارے قبائل میں بھیج دیں گے تو دو لاکھ آدمی تیار ہوکر آجائیں گے، اس جواب کو سُن کر محمود نے ان لوگوں کی کثرت تعداد کا اندازہ کیا اوراسرائیل کو بطور یرغمال اوربطریق ضمانت امن روک کر ہندوستان کی طرف بھیج دیا،جہا ں وہ سات سال تک کالنجر کے قلعہ میں محبوس رہا، سلجوقیوں کی سرداری طغرل بیگ اورچاغری بیگ سے متعلق رہی،یہ دونوں بھائی آپس میں نہایت اتفاق و اتحاد کے ساتھ اور مل کر اپنے قبائل متعلقہ پر حکومت کرتے تھے، محمود غزنوی نے سلجوقیوں کو اوّل ماوراءالنہر میں کچھ زمین بطور چراگاہ دے دی اورپھر اس بات کی بھی اجازت دے دی کہ وہ دریائے جیحون کو عبور کرکے خراسان میں آباد ہوجائیں، اس پر ارسلان جاذب عامل طوس وبلخ نے اعتراض کیا کہ یہ جنگ جو قوم سے کسی وقت باعث اذیت ہوں گے،آپ ان کو دریائے جیحون سے اس طرف آنے کی اجازت کیوں دیتے ہیں،مگر محمود کو اپنی طاقت کا حال معلوم تھا، نیزوہ جانتا

تھا کہ ان کو فوج میں بھرتی کر کے ان سے کام لیا جاسکتا ہے،ادھر اُس نے بطور یرغمال اسرائیل کو نظر بند کرر کھا تھا،جب محمود غزنوی کا انتقال ہوا تو سلطان مسعود نے اسرائیل کو کالنجر کے قلعہ سے فوراً آزاد کردینے کا حکم صادر کیا،اسرائیل قید سے آزاد ہوکر اپنے بھتیجوں کے پاس پہنچ گیا،اُس کے پہنچتے ہی سلجوقیوں نے زور پکڑا،اُدھر سلطان مسعود اپنی تخت نشینی کے بعد مہمات سلطنت پر پورے طور پر مستولی نہ ہونے پایا تھاکہ ادھر چاغری بیگ نے مرو اورہرات پر قبضہ کرلیا،اورطغرل بیگ نیشا پور پر قابض ہوکر مضبوط ہو بیٹھا مسعود غزنوی جب ان کے استیصال کی طرف متوجہ ہوا تو دونوں بھائیوں نے مقابلہ کیا اورسلطان مسعود کو اس قدر پریشان کیا کہ انجام کار اس کی حکومت تمام ملک خراسان سے اُٹھادی۔ان تمام فتوحات اور پے در پے کامیابیاں سمیٹنے کے بعد طغرل بیگ سلجوق سلطنت کے قیام میں کامیاب ہوا اور سلطان طغرل بیگ کے نام سے جانا جانے لگا طغرل بیگ کے وفات کے بعد اسکا بھتیجا اور چاغری صاحب کا بیٹا الپ ارسلان تخت پر بیٹھا اور تخت کا وارث ٹھہرا

سلطان الپ ارسلان سلجوقی

نیا میں ترک ایک بہادر قوم کے نام سے جانے جاتے ہے اور انکی تاریخ کافی دلچسپ ہے البتہ یہودی اور نصاریٰ نے مسلمانوں کی ساق کو نقصان پہنچانے کی خاطر حتی المقدور کوششیں کی ہے اور ترکوں کی تاریخ کو بھی نقصان پہنچانے کے لئے غلط سلط تاریخ مرتب کی ہے اور اصلی حقائق کو چھپانے کی کوشش کی ہے مگر سلام ہے مسلمان تاریخ دانوں کو جہنوں نے سچ اور حق آنے والے نسلوں تک پہنچایا جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ سلجوقیوں کا ظہور اور عروج تاریخ اسلام کا ایک درخشاں باب ہے۔وہ صفحۂ تاریخ پر اس وقت نمودار ہوئے اس وقت جب حالات سازگر نا تھے اور جب خلافتِ عباسیہ کے شجرِ اقبال کو گھن لگ چکا تھا۔

سلجوقی خلفائے عباسیہ کے پشتیبان بن گئے۔انہوں نے نہ صرف عباسی خلافت کو مٹنے سے بچا لیا بلکہ ایک بار پھر دنیا میں مسلمانوں کی عظمت و سطوت کا سکہ بٹھا دیا۔اور سلجوقی مسلمانوں کی ڈھال بن گئے اور وہ جہاں اسلام کے بازوئے شمشیر زن ثابت ہوئے وہاں انہوں نے تہذیب و تمدن

اور علم و ہنر کی ایسی شمعیں بھی روشن کیں کہ سارا جہاں ان سے منور ہوگیا۔اور ہر طرف اسلام کی روشنی پھیلی سلجوقی فرمانروائوں میں سلطان طغرل بیگ، سلطان الپ ارسلان اور اس کے فرزند ملک شاہ کو تاریخ میں لازوال شہرت حاصل ہے۔یہ تینوں ذہین مدبر اور قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے اور ان تینوں میں الپ ارسلان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس نے سلطان طغرل بیگ کی تاسیس کی ہوئی سلجوقی سلطنت کی بنیادیں اتنی مضبوط کردیں کہ دنیا میں صدیوں تک عہد سلاجقہ کے سیاسی اور تمدنی اثرات محسوس کیے جاتے رہے

میں عباسی خلیفہ نے بھی ارسلان کا اقتدار تسلیم کیا اور یوں خطبہ جمعہ میں خلیفہ کے ساتھ ساتھ الپ ارسلان کا نام بھی پڑھا جانے لگا۔

اور علاقے فتح کئے اور نظم و ضبط پیدا کیا عدل سے کام لیا

سلطان الپ ارسلانؒ کے خاندان کا تعلق وسط ایشیا کے اغوز ترکوں کے ایک قبیلے سے تھا جو چوتھی صدی ہجری کے وسط میں یا اس سے کچھ پہلے مشرف بہ اسلام ہو گیا تھا۔اور مسلمانوں کے پکے دوست بن گئے تھے

قبول اسلام سے قبل وسطِ ایشیا کے ترک قبائل عام طور پر خانہ بدوشوں کی زندگی بسر کرتے تھے۔قرنِ اول اور قرنِ دوم کے مسلمانوں کی عالمگیر فتوحات کے زمانے میں اسلامی مقبوضات کی سرحدیں ترکوں کی بودوباش کے علاقوں سے جاملیں، چنانچہ مسلمان تاجروں سے ان لوگوں کا اکثر میل جول رہنے لگا۔انہی کے زیر اثر ترکوں میں آہستہ آہستہ اسلام پھیلنا شروع ہوگیا اور وہ تہذیب کے سانچے میں ڈھلنے لگے۔ترکوں کا جو قبیلہ اسلام قبول کرتا وہ اسلامی سلطنت کی سرحدوں پر بس جاتا ان لوگوں کو عام طور پر ترکمان کہا جاتا تھا۔ترکمان کا بہت ہی اسان مطلب ہے یعنی وہ ترک جو ایمان لایا یہ ترکمان کہلاتا تھا اور اوغوز ترکوں کے ایک قبیلے نے چوتھی صدی ہجری کے وسط میں یا اس سے کچھ پہلے اپنے وطن سے ہجرت کر کے ماوراء النہر کارخ کیا اور وہاں پہنچ کر نواحِ جند میں اقامت اختیار کرلی۔ اوغوز ترک قبیلے ہمشہ اچھی چراگاہوں اور سر سبز علاقوں کیطرف ہجرت کرتے جہاں زندگی اسان ہو یہاں کچھ عرصے کے بعد یہ قبیلہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔اس قبیلے کا سردار سلجوق بن دقاق(یاتقاق) تھا۔

یہ سلجوق سلطان الپ ارسلان کا مورثِ اعلیٰ تھا اور اسی کے نام کی نسبت سے اس کے خاندان اور نسل کو سلجوقی، آلِ سلجوق، سلاجقہ یاسلاجیق کہا جاتا ہے۔سلجوق ایک مردِ مجاہد تھا۔جب کبھی وحشی ترک اس کے علاقے کی طرف بڑھتے وہ ان کے سامنے سینہ سپر ہوجاتا اور اپنے کافر بھائی بندوں سے لڑبھڑ کر مسلمانوں کے مال و جان کو بچا لیتا۔

سلجوق کی وفات کے بعد اس کے بیٹے اسرائیل (ارسلان) نے تیس بتیس برس تک ماوراء النہر کے سلجوقی ترکوں کی قیادت کی اور ان لڑائیوں میں نمایاں حصہ لیا جو سامانیوں، الک خانیوں اور غزنیوں میں ہو رہی تھیں۔

۴۱۶ھ میں سلطان محمود غزنویؒ نے اسرائیل کو گرفتار کر کے قلعہ کالنجر(ہندوستان) میں قید کردیا۔جہاں اس نے سات سال بعد۴۲۳ھ میں وفات پائی۔اس کا بیٹا قتلمش غزنویوں سے بچتا بچاتا اپنے عزیزوں کے پاس بخارا پہنچ گیا۔یہی قتلمش سلاجقۂ روم کا مورثِ اعلیٰ ہے جو۷۰۰ھ/۱۳۰۰ء تک ایشیائے کوچک کے حکمران رہے اور پھر ترکانِ عثمانی ان کے جانشین بنے۔

سلجوق کا دوسرا بیٹا میکائیل غالباً اس کی زندگی ہی میں کسی جنگ میں مارا گیا تھا مگر اپنے پیچھے طغرل بیگ اور چاغری بیگ دائوددونامور بیٹے چھوڑ گیا تھا۔ سلجوق کی وفات کے بعد سلجوقی دو گروہوں میں بٹ گئے تھے ایک گروہ نے اسرائیل کو اپنا سردار بنا لیا تھا اور دوسرے نے طغرل بیگ اور چاغری بیگ دائود کو۔آئندہ تیس بتیس برس جہاں اسرائیل ماوراء النہر کی سیاست میں سرگرمی سے حصہ لیتا رہا وہاں طغرل بیگ اور چاغری بیگ دائود اپنے ساتھی قبائل کے ساتھ نواح جند میں خاموشی سے زندگی گزارتے رہے۔

اور امن و آتشی سے زندگی گزارنے لگے

جب تک سلطان محمود غزنویؒ زندہ رہا اس کی بے پناہ فوجی قوت اور تدبر کے سامنے سلجوقیوں کے کسی گروہ کو سراٹھانے کی ہمت نہ پڑی یہاں تک کہ انہوں نے اسرائیل کی گرفتاری اور قید کا کڑواگھونٹ بھی طوعاً وکرہاًپی لیا لیکن جونہی سلطان محمود نے۴۲۱ھ میں وفات پائی سلجوقیوں نے اس کے جانشین سلطان مسعود کے خلاف اپنی تک و تاز کا آغاز کردیا۔مسعود اپنے عظیم باپ کی خوبیوں سے عاری تھا اس لیے وہ اپنی وسیع و عریض سلطنت

کو نہ سنبھال سکا۔کئی سال تک غزنویوں اور سلجوقیوں کے مابین لڑائیاں ہوتی رہیں، کبھی غزنویوں کو ہزیمت ہوئی اور کبھی سلجوقیوں کو۔

بالآخر ۴۳۱ھ میں طغرل بیگ اور چاغری بیگ دائود نے سرخس اور مرو کے درمیان ایک خونریز جنگ میں مسعود غزنوی کو فیصلہ کن شکست دی۔اس کے نتیجہ میں غزنوی سلطنت اپنے مشرقی علاقوں(غزنی پنجاب وغیرہ) میں سمٹ کررہ گئی اور سلجوقی خراسان کی قسمت کے مالک بن گئے۔

خراسان یعنی طغرل بیگ اس وقت ایران رے میں تخت سنبھال لیا اور رے پر انکی حکمرانی قائم ہو گئی چنانچہ

خراسان کی فتح کے بعد سلجوقیوں کی جہانبانی اور کشور کشائی کا دور شروع ہوگیا اور ان کے تمام گروہوں نے طغرل بیگ کو اپنا سربراہ یابادشاہ تسلیم کرلیا۔اس نے ایک طرف تو ترکستان اور ماوراء النہر کے حکمرانوں کو فتح نامے لکھے اور دوسری طرف سفیر ابو اسحاق فقاعی کے ہاتھ خلیفہ بغداد القائم بامراللہ کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجی جس میں اس کو اپنی فتح کی خبردی اور ساتھ ہی خراسان کی سند حکومت عطا کرنے کی استدعا

کی۔خلیفہ نے یہ عرضداشت ملنے پر خوشی کا اظہار کیا اور طغرل بیگ کو نہ صرف سند حکومت عطا کی بلکہ" رکن الدین" کا خطاب بھی مرحمت فرمایا۔ طغرل اور چغری بیگ دائود دونوں بھائیوں میں کمال درجے کا اتحاد تھا اور دونوں ایک دوسرے کے دست و بازو تھے۔چھوٹا بھائی چاغری بیگ دائود زندگی بھر بڑے بھائی طغرل بیگ کا مطیع اور فرمانبردار رہا۔طغرل نے اس کو خراسان کے بالائی علاقے کا حکمران بنا دیا اور مشرق و شمال کے علاقے اس کی جنگی سرگرمیوں کے لیے مخصوص کردیئے۔

چاغری بیگ دائود نے مرو کو اپنا دارالحکومت بنایا اور دو تین سال کے اندر اندر بلخ اور خوارزم کو بھی فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔اس کو اپنے داخلی اور خارجی امور میں مکمل آزادی حاصل تھی تاہم وہ طغرل کو اپنا سربراہِ اعلیٰ تسلیم کرتا تھا،یہی چاغری بیگ دائود سلطان الپ ارسلان کا باپ تھا۔

الپ ارسلان اپنے چچا طغرل بیگ کے بعد تخت پر بیٹھا۔اس نے 1063ء سے 1072ء تک حکومت کی۔وہ بہت بیدار مغز اور بہادر بادشاہ تھا۔مشہور مدبر نظام الملک طوسی کو اپنے باپ چاغری بیگ کی سفارش پر وزیر سلطنت

مقرر کیا۔اس کے عہد میں سلجوقی سلطنت کی حدود بہت وسیع ہوئیں۔پہلے ہرات اور جند (ماوراء النہر) کو اپنی قلمرو میں شامل کیا۔پھر فاطمی حکمران کو شکست دے کر مکہ اور مدینہ کو اپنی قلمرو میں شامل کیا۔اس سے اسلامی دنیا میں سلجوقیوں کا اثر و اقتدار بڑھ گیا۔بازنطینیوں نے حملہ کیا تو 1071ء کو جنگ ملازکرد میں انہیں عبرتناک شکست دی۔اور قیصر روم رومانوس چہارم کو گرفتار کر لیا۔قیصر روم نے نہ صرف تاوان جنگ ادا کیا اور خراج دینے پر رضامند ہوا۔بلکہ اپنی بیٹی سلطان کے بیٹے سے بیاہ دی اور آرمینیا اور جارجیا کے علاقے اس کو دے دیے۔خوارزمی ترکوں کے خلاف ایک مہم میں قیدی بناکر لائے گئے خوارزمی گورنر یوسف الخوارزمی کی تلوار سے شدید زخمی ہوا اور 4 دن بعد 1072ء میں محض 42 سال کی عمر میں انتقال کرگیا۔الپ ارسلان کو مرو میں ان کے والد چاغری بیگ کی قبر کے برابر میں دفن کیا گیا



الپ ارسلان (بائیں) اور اس کا جانشیں ملک شاہ اوّل۔تاجکستان کے دارالحکومت عشق آباد میں نصب مجسمے

طغرل بیگ نے ایک عظیم سلطنت کی بنیاد رکھی، پھر تقریباً 26 سال تک راج کرنے کے بعد ایک ایسی ریاست چھوڑ گیا جس کی سرحدیں وسطِ ایشیا سے بحیرۂ روم کے ساحلوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔

چلئے مزید تفصیل میں جاتے ہے اور ہاں

لیکن ذہن میں رہے کہ پُر امن انتقالِ اقتدار اِس جدید دور کا انعام ہے، اب حکومت بدل جاتی ہے تو بغیر کسی ہنگامے کے اقتدار نئے حکمران کو منتقل ہو جاتا ہے۔ماضی کے انسانوں کو یہ سہولت میسر نہیں تھی۔بادشاہ مر جاتا تو بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ اگلا حکمران امن و سکون کے ساتھ تخت پر بیٹھتا۔تاج و تخت کے کئ دعویدار پیدا ہو جاتے اور پھر جس کی لاٹھی، اُس کی بھینس! یعنی جو خود کو میدانِ جنگ میں ثابت کرتا، اقتدار کا مالک بن جاتا اور پھر اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے کے لیے کسی بھی انتہائی قدم سے دریغ نہ کرتا۔

طغرل بیگ کے بعد سلجوق سلطنت میں بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔طغرل بیگ نے اپنے ایک وزیر کے کہنے پر کم عمر بھتیجے سلیمان کو جانشیں بنا دیا جو

الپ ارسلان کا سوتیلا بھائی تھا،سلیمان بھی چاغری بیگ کا بیٹا تھا مگر الپ ارسلان جو کہیں زیادہ حقدار تھا۔پھر وہی ہوا، جس کی وجہ سے ملوکیت بدنام ہے، تخت کے کئی دعویدار میدان میں اترے کہ جس میں دَم خم ہے آگے بڑھ کر تاج و تخت حاصل کر لے۔الپ ارسلان کو بھی یہی راستہ اختیار کرنا پڑا اور بالآخر اس نے ثابت کیا کہ عظیم سلجوق ریاست کی حکمرانی اُسی کے شایانِ شان ہے۔یہاں تک کہ 1064ء میں بغداد میں عباسی خلیفہ نے بھی الپ ارسلان کا اقتدار تسلیم کیا اور یوں خطبہ جمعہ میں خلیفہ کے ساتھ ساتھ الپ ارسلان کا نام بھی پڑھا جانے لگا۔

الپ ارسلان، ایک مجاہد سلطان

الپ ارسلان ایک مجاہد بادشاہ تھا۔اس کے نام کا مطلب ہی بہادر شیر تھا، یعنی اسم با مسمّٰی۔اس نے حکومت حاصل کرنے کے بعد پہلے ہی سال ارمینیہ اور گرجستان پر فوج کشی کی، یعنی موجودہ آرمینیا اور جارجیا پر، جہاں اُس وقت مسیحی حکومت تھی۔پہلے جارجیا میں قرس کا شہر فتح کیا اور پھر

(Bagratids) دارالحکومت آنی پر قبضہ کر کے قدیم ارمنی ریاست بقارطہ کا خاتمہ کر دیا۔

الپ ارسلان نے اپنے چچا طغرل بیگ کی وفات کے بعد زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لی۔اگرچہ اقتدار کی خاطر ملک میں کچھ جھگڑے ہوئے لیکن الپ ارسلان نے ان تنازعات پر بروقت قابو پاکر حالات کو اپنی گرفت میں لے لیا۔الپ ارسلان اپنے چچا طغرل بیگ کی طرح ایک نہایت مدبر ء تجربہ کار لیڈر اور جرات مند شخصیت کا مالک مخلص قائد تھا۔اس نے ملکی سرحدوں کو وسیع کرنے کے لیے ایک نہایت ہی دانشمندانہ پالیسی اختیار کی ۔جو علاقے سلجوقی سلطنت کے زیر نگیں تھے پہلے ان کے استحکام کو یقینی بنایا اور اس کے بعد بیرونی دنیا کی طرف پیش قدمی کی۔سلطان الپ ارسلان ہمیشہ جہاد فی سبیل اللہ اور اپنے پڑوسی مسیحی سلطنتوں میں اسلام کی اشاعت کے لیے بے قرار رہتا تھا۔اس کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی کہ ارمن اور روم کے علاقے اسلامی مملکت میں شامل ہوں۔دراصل وہ ایک مخلص مجاہد تھا اور اسلامی جہاد کی روح ہی وہ واحد عامل تھا جس کی بدولت

الپ ارسلان کو شاندار کامیابیاں نصیب ہوئیں اور اس کی جہادی سرگرمیوں نے دینی رنگ

اختیار کر لیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب مصر میں فاطمی خلافت بد ترین حالات سے گزر رہی تھی۔عباسیوں کی سنّی خلافت کے برعکس فاطمی اسماعیلی شیعہ تھے۔سلجوق مذہبی معاملات میں اپنی سخت گیر طبیعت کی وجہ سے فاطمی ریاست کے سخت خلاف تھے۔الپ ارسلان کے زمانے میں فاطمی خلافت کے حالات بہت بُرے تھے۔اس کے جہاں سیاسی عوامل تھے، وہیں چند قدرتی آفات نے بھی سلطنت کی چولیں ہلا دی تھیں۔تب حجازِ مقدس پر بھی فاطمی اثرات ختم ہو گئے۔بالآخر مسجد حرام اور مسجد نبویؐ میں فاطمی کے بجائے عباسی خلیفہ اور اُس کے ساتھ الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ یہ اُس کے عہد میں سلاجقہ کو ملنے والا ایک بڑا اعزاز تھا۔



الپ ارسلان کا سب سے بڑا کارنامہ

الپ ارسلان کا سب سے بڑا کارنامہ تھا اناطولیہ کا دروازہ کھولنا۔اناطولیہ وہ جزیرہ نما ہے جس پر آج ترکیہ واقع ہے۔جی ہاں! ترکیہ ہمیشہ سے ترکوں کا وطن نہیں تھا بلکہ آج سے ایک ہزار سال پہلے تو یہاں ترکوں کا وجود ہی نہیں تھا۔1071ء میں الپ ارسلان کی ایک شاندار فتح کی بدولت یہ ترکوں کا وطن بنا اور آج بھی اُن کا مرکز و محور ہے۔

سن 1068ء میں قسطنطنیہ میں ایک جرنیل رومانوس دیوجانس کو تخت پر بٹھایا گیا۔رومانوس چہارم کے نام سے بزنطینی سلطنت کا بادشاہ بنا۔اناطولیہ میں ترکوں کے بڑھتے قدم روکنے کے لیے فوری اقدامات اٹھائے اور ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پورے اناطولیہ کو روندتا ہوا ملاز گرد تک پہنچ گیا۔

اس اچانک اُفتاد سے نمٹنے کے لیے الپ ارسلان کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔اگر وہ اپنے علاقوں سے دستبردار ہو کر فرار کا راستہ اختیار کرتا تو یہ بات طے تھی کہ ایک لاکھ سے زیادہ کا یہ لشکر سلجوق علاقوں میں گھستا

چلا آتا۔اس لیے الپ ارسلان نے فوراً سے پیشتر اس خطرے سے نمٹنے کا فیصلہ کیا۔اس کے پاس محض 54 ہزار کا دستہ تھا، جسے لے کر وہ 1071ء میں ملازگرد پہنچا اور آتے ہی رومانوس کو صلح کا پیغام بھیجا۔جواب بہت ہی :بھیانک تھا

اگر وحشی صلح کا خواہش مند ہے تو اپنے موجودہ مقام کو رومی فوج کے " پڑاؤ کے لیے خالی کر دے اور اپنی سچائی کے ثبوت میں اپنا دارالحکومت "رے اور اپنا محل ہمارے حوالے کرے۔

تصور کیجیے کہ اس جواب پر کیا صورتِ حال پیدا ہوئی ہوگی؟ جنگ تو اب ناگزیر تھی۔پھر آج سے تقریباً 950 سال پہلے، 26 اگست 1071ء کو جمعہ کے دن اُس جنگ کا آغاز ہوا جس نے خطے کی تاریخ ہی بدل دی۔

جنگِ ملازگرد، ایک عظیم معرکہ



جنگِ ملازگرد، ایک مصور کے خیال میں

جنگ سے قبل الپ ارسلان نے فوج سے ایک جذباتی خطاب کیا اور کہا کہ جو شہادت کا طالب ہے، وہ یہاں ٹھیرے اور جو واپس جانا چاہتا ہے، چلا

جائے۔اب یہاں کوئی سلطان اور بادشاہ نہیں ہے! اُس کے بعد تیر کمان پھینک دیے اور ہاتھ میں تلوار اٹھا لی جو اس بات کا اعلان تھا کہ اب دُو بدو لڑائی ہوگی، یا تو کامیابی پائیں گے یا شہادت نصیب ہوگی۔الپ ارسلان نے میدان میں سفید لباس پہنا اور اعلان کیا کہ شہید ہوا تو میرا کفن یہی ہوگا۔یعنی کفن پہن کر میدان میں اترا۔

اپنے سلطان کا یہ جوش و جذبہ اور شوقِ شہادت دیکھ کر سلجوق فوج کے جذبات عروج پر پہنچ گئے۔جب جنگ شروع ہوئی تو وہ دیوانہ وار خود سے کہیں بڑے حریف سے ٹکرا گئے اور ایسا لڑے کہ بزنطینیوں کے قدم اکھڑ گئے۔انہیں ایسی شکست ہوئی کہ خود رومانوس چہارم بھی گرفتار ہوا۔

جب جنگ کے بعد رومانوس کو الپ ارسلان کے سامنے حاضر کیا گیا تو سلجوق سلطان نے سوال کیا کہ مجھ سے کس سلوک کی امید رکھتے ہو؟ رومانوس نے جواب دیا مجھے قتل کر دیں گے یا ہو سکتا ہے معاف بھی کر دیں۔

جس پر سلطان نے کہا کہ میں نے تمہیں صلح کی پیشکش نہیں کی تھی؟ اور اگر تم جیتتے تو میرے ساتھ کیا سلوک کرتے؟ اس نے جواب دیا بہت بُرا سلوک کرتا۔اس پر الپ ارسلان نے کہا کہ مجھے اب تیری نیّت کا علم ہو گیا ہے، اس لیے تیرے ساتھ بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔اس بات کا رومانوس نے بہت عمدہ جواب دیا اور کہا کہ آپ جو چاہے کریں، لیکن یہ بھی دیکھیں کہ میری نیّت کا انجام کیا نکلا۔

اس جواب پر الپ ارسلان نے رومانوس کی جاں بخش دی اور بعد ازاں اسے فدیے کے عوض رہا کر دیا گیا۔صلح کے معاہدے میں 15 لاکھ دینار فدیہ، سالانہ تین لاکھ 60 ہزار دینار خراج، بوقتِ ضرور فوجی امداد کی فراہمی، رومی قید میں موجود تمام مسلمان قیدیوں کی رہائی اور کسی رومی شہزادی سے سلطان کے بیٹے کی شادی کی شرائط شامل تھیں۔اس صلح کا دورانیہ 50 سال رکھا گیا۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس معاہدے پر عمل درآمد نہ ہو سکا کیونکہ رومانوس چہارم کو وطن واپسی کے دوران پتہ چلا کہ اُس کے تخت پر قبضہ ہو چکا ہے۔مؤرخین کے مطابق رومانوس نے حکومت دوبارہ حاصل

کرنے کی کوششیں تو کیں، لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔دو لاکھ دینار اور 90 ہزار دینار کے جواہر الپ ارسلان کو بجھوائے اور کہا کہ میں اِس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا، کیونکہ اب میں بادشاہ نہیں رہا۔

رومانوس کا انجام بہت بھیانک ہوا، صلح کے باوجود مخالفین نے اسے پکڑ کر اندھا کر دیا اور بعد میں اس کا انتقال بہت بُرے حال میں ہوا۔

بہرحال، جنگِ ملازگرد سے ہر طرف سلاجقہ کی دھاک بیٹھ گئی۔الپ ارسلان مزید کئی کارنامے بھی انجام دیتا لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔اگلے ہی سال اچانک شہید ہو گیا۔کسی میدانِ جنگ میں نہیں، کسی محاصرے یا مہم پر نہیں، بلکہ اپنے دربار میں سب کے سامنے۔

مسلمان قیصرِ روم رومانوس چہارم کو گرفتار کرتے ہوئے



الپ ارسلان کی شہادت

دراصل الپ ارسلان نے 1072ء میں ماورا النہر کا رُخ کیا تھا تاکہ آمو اور سیر دریا کے پار اپنے آبائی وطن کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کرے۔

راستے میں آمو دریا کے کنارے ایک روز اُس کے سامنے ایک قلعہ دار کا مقدمہ پیش کیا گیا، جس کا نام یوسف خوارزمی تھا۔جب سلطان نے معاملہ دریافت کیا تو اُس نے بد زبانی شروع کر دی، جس پر سلطان نے کہا کہ اسے سخت عذاب دے کر مارا جائے۔موت کو سامنے دیکھ کر یوسف دیوانہ "وار چلایا "ابے ہیجڑے! مجھ جیسے شخص کو ایسے مارے گا؟

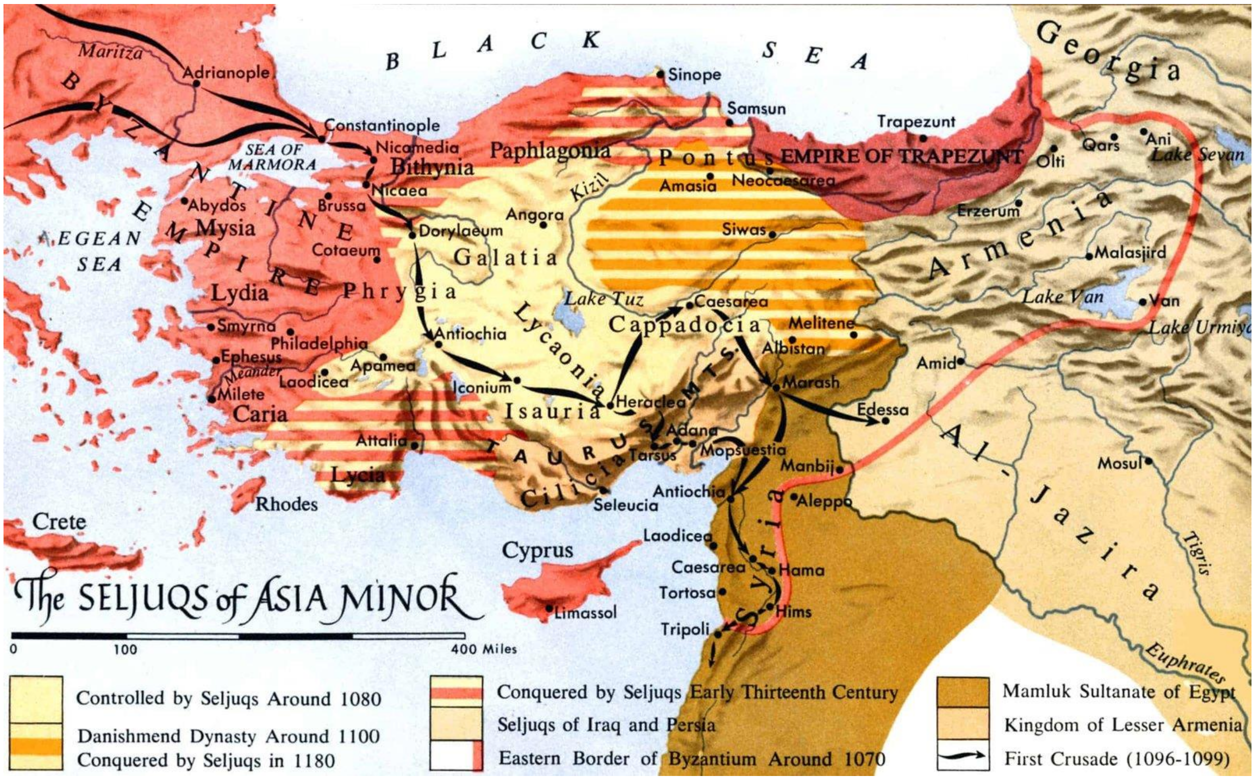
یہ الفاظ سنتے ہی سلطان کا پارہ چڑھ گیا۔اس نے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے چھوڑو اور کمان میں تیر کھینچ کر یوسف کا نشانہ لیا۔وہ الپ ارسلان کہ جس کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا تھا، اُس کا تیر نشانے پر نہ لگا۔اسی دوران یوسف کسی غلام کا چاقو چھین کر آگے بڑھا۔الپ ارسلان تخت سے اٹھا تاکہ ایک ہی وار میں اُس کا خاتمہ کر دے لیکن جیسے ہی قدم آگے بڑھایا، دامن قدموں میں الجھ گیا اور منہ کے بل نیچے آ گرا۔یوسف سر پر پہنچا اور اس سے پہلے کہ کسی کے ہتھے چڑھتا، الپ ارسلان کی پیٹھ پر چاقو کے کئی وار کر دیے۔چند ہی لمحوں میں یوسف کے تو سپاہیوں کے ہاتھوں ٹکڑے ہو

چکے تھے لیکن تب تک وہ سلطان الپ ارسلان پر کئی کاری زخم لگا چکا تھا۔

شدید زخمی حالت میں چار روز تک زندہ رہنے کے بعد الپ ارسلان نے صرف 40 سال کی عمر میں شہادت پائی۔

بسترِ مرگ پر الپ ارسلان نے کہا کہ میں نے زندگی میں کبھی غرور نہیں کیا، لیکن کل جب ٹیلے سے اپنی فوج کا معائنہ کر رہا تھا تو دل میں خیال آیا کہ آج زمین پر کوئی طاقت میرا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پھر جب یوسف کو میرے سامنے لایا گیا تو میں نے اللہ کے بجائے اپنے زورِ بازو پر بھروسا کیا اور اسے حقیر جانا۔ نتیجتاً آج ایک ادنٰی قیدی کے ہاتھوں موت سے دوچار ہو رہا ہوں۔

الپ ارسلان کے بعد وصیت کے مطابق اُس کا 18 سالہ بیٹا ملک شاہ تخت پر بیٹھا، جس نے سلاجقہ اعظم کو اپنے عروج پر پہنچا دیا۔ لیکن اُس کے 20 سالہ دور کے اختتام کے ساتھ ہی نہ صرف سلجوق بلکہ پوری مسلم دنیا ہل کر رہ گئی کیونکہ صلیبی قدم سرزمینِ مقدس تک پہنچنے کا ارادہ کر چکے تھے۔



سلاجقہ روم، صلیبی لشکر کے سامنے مسلمانوں کا ہراول دستہ

